© rasailojaraid.com

ڈاکٹر اظہر علی رضوی

رازی کی نفسیاتِ روحانی

''حضرت امام رازی'' جو بلاشبہ اسلام بلکہ تمام دنیا کے عظیم طبیبوں میں سے ایک ہیں۔ ۸۲۴ صدی عیسوی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام ابوبکر محمد ابنِ زکریا الرازی تھا۔ آپ نے زندگی کے ابتدائی سال ریاضی، فلسفہ اور ادبیات جیسے مضامین میں وقف کیے۔ بعد ازاں طب کے شعبے میں نام پایا۔

ان کی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ THE SPIRITUAL PHYSICK OF RHAZE کے نام شائع ہوا ہے یہ کتاب روحانی بیماریوں کے علاج سے متعلق ہے اسکی اخلاقیات پر مبنی ہے۔ جو کہ نہ صرف ہمیں امام رازی کی سوچ کے پس منظر سے آگاہ کرتی، بلکہ بہت سی خطرناک بیماریوں سے بچاؤ کے مناسب اور باوقار طریقوں سے آگاہ کرتی ہے۔

SPIRITUAL PHYSICK ایک طرح سے سائنس اور مابعد الطبعیات کے اتصال کا مکمل اور جامع نمونہ ہے۔ جب ہم اس کتاب کو دیکھتے ہیں۔ تو یوں محسوس ہوتا ہے۔ جیسے ہم ایک ایسے شخص کے سامنے کھڑے ہیں جو کسی قسم کا خوف محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ خوف کا تجزیہ ذہن سے دور رکھ کر کرتا ہے۔ جو کسی مادی شئے سے بیکار اُمید نہیں لگاتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ قدرتی قوانین اتنے ہی فائدہ مند ہیں جتنے وہ محفوظ نظر آتے ہیں۔ جو شہرت اور دولت کی پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ ذہنی طور پر اُن کی بے قیمتی کا اندازہ کر چکا ہے۔ جسکی مشاورت اُن انتہائی مشکلات سے نکالنے کا یقینی ذریعہ ہے۔ جن کا انسانی زندگی میں سامنا ناگزیر ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

THE EXCELLENCE AND PRAISE OF REASON

امام رازی روحانی بیماریوں اور اُن کے علاج سے پہلے عقل کی اہمیت کو واضع کرتے ہیں۔ کہ یہی وہ قوت ہے۔ جو تمام بیماریوں کو سمجھنے اور اُن پر قابو پانے میں مدد گار معاون ثابت ہوتی ہے۔ عقل ایک ایسی قوت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیاوی و اخروی فوائد حاصل کرنے کیلئے عطا کی ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جو ہمیں جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس کی مدد سے انسان تمام کائنات کے اصول وقواعد کا علم حاصل کرنا اور بہتر زندگی گذارنے کے قابل ہوتا ہے۔ عقل کے بل بوتے پر ہی ہم تمام کا تمام علم کا خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی حاصل کرتے ہیں۔ زمین، سورج چاند، ستارے، اُن کی گردش یہاں تک کہ خدا کی ذات جو کہ تمام سے اعلیٰ و برتر ہے، کا علم حاصل کرتے ہیں۔ یہ عقل ہی ہے جو ہمیں بلندیوں تک لے جاتی ہے۔ جب ہم اپنے جذبات کی پیروی کرتے ہیں تو یہی عقل گمراہ ہو جاتی ہے۔ اور ہمیں پسیتوں میں دھکیل دیتی ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم کسی معاملے میں بھی عقل کی ڈور جذبات کے ہاتھ میں نہ دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اِس تحفے کیساتھ خوشگوار زندگی بسر کریں۔

OF CARNEL LOVE AND FAMILIARITY

امام رازی کے نزدیک صحبت جہاں فرد میں تحریک کا باعث ہوئی ہے۔ وہاں بعض اوقات وہ فرد کی شخصیت کو کمزور کرنے میں بھی کردار ادا کرتی ہے۔ صحبت کے سلسلے میں وہ FAMILIARITY کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک محبت یا جذبات میں شدت اسی FAMILIARITY کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اِس نقطہ نظر کو بیان کرنے کے سلسلے میں وہ PLATO کے دلائل کا سہارا لیتے ہیں۔ جو اُس نے اپنے اُس شاگرد کو دیئے تھے جو کسی لڑکی کی صحبت میں دُکھ اُٹھانے کے باعث جماعت میں غیر حاضر رہنے لگا تھا۔ PLATO نے حکم دیا کہ اُس شاگرد کو ڈھونڈ کر لایا جائے۔ جب وہ آیا تو PLATO نے پوچھا۔

میرے دوست! کیا تمہیں اِس بات میں شک ہے کہ تم اُس سے جُدا نہیں ہو گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں جناب۔ شاگرد نے جواب دیا۔

تو پھر تم اُس تلخی کو آج ہی کیوں قبول کر لیتے ہیں تمیں یقوماً آنے والے کسی لمے میں برداشت کرنا ہوگی۔ اور خود کو ایسی مسلسل پیش بندی سے آزاد کیوں نہیں کر لیتے۔ جو تمہارے جذبات کو اُس سے متعلق مزید مضبوط بنانے میں مدد دیں گی۔

PLATO کے شاگرد نے جواب دیا۔ اے استاد محترم۔ آپ نے جو فرمایا صحیح ہے۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اُس واقعہ سے متعلق میری یہ پیش بندیاں وقت کے ساتھ ساتھ مجھے تسلی بخشیں گی۔ اور یہ دُکھ برداشت کرنا میرے لئے قدرے آسان ہوگا۔

PLATO نے فوراً کہا۔ تم وقت گزرنے کے ساتھ تسلی و تشفی پانے کی بات پر کس طرح اعتماد کر سکتے ہو؟ تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ جدائی کے لمحات وقت کے ساتھ ساتھ تمہیں تشفی دیں گے اور تمہاری اُس محبت کو مزید مستحکم کرنے کا باعث نہ ہوں گے؟ پھر اس صورت میں کیا تمہارے غصہ مزید نہ بڑھ جائے گا؟ اور اُس واقعہ کی تلخی دوگنی نہ ہو جانے گی؟

گویا اگر فرد کیسی غمزدہ صورتحال سے دوچار ہوتا ہے تو اُسے جلد از جلد اُس سے نکل جانا چاہیے۔ کہ کہیں وقت کے ساتھ اُس کی یہ FAMILIARITY اُس غم کو بڑھانے کا سبب نہ بنے۔ اس طرح فرد اپنے جذبات پر قابو پا سکتا ہے۔ جو ایک کامیاب زندگی کیلئے ناگزیر ہے۔

OF CONFILICT

چونکہ فطرتاً ہر شخص خود سے محبت کرتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی ہر خوبی کی تحسین و توحید چاہتا جبکہ اپنی خامی یا برائی کے ناپسندیدہ اظہار سے فرار حاصل کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی کی خوبی کو سرائے ہے اور برائی کو ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھے تو خود کو ایسا کرنے میں حق بجانب خیال کرتا ہے۔ یہاں فرد کی دوسرے سے متعلق صحیح رائے خود اُسے اپنے کردار کو تعصب کے بغیر دیکھنے پر آمادہ کرتی ہے۔ لیکن فرد کا یہ رویہ اُس وقت تکبر اور خود پسندی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جب وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی معمولی خوبی پر غیر معمولی تعریف و تحسین کے ڈونگرے بجاتا اور دوسروں سے بھی ایسا ہی رویہ رکھنے کی خواہش کرتا ہے۔

تکبر یا گمان جیسی روحانی بیماری فرد میں اُس چیز کی کمی کا باعث بنتی ہے۔ جس پر فرد گمان کرتا ہے۔ چونکہ فرد اپنی اُس خوبی کو عظیم گردانتا ہے۔ لہذا اُسے نہ تو بڑھانے پر توجہ دیتا ہے اور نہ ہی بہتر بنانے پر۔ اور نہ ہی دوسروں سے اُسکے حصول کیلئے جدوجہد کرتا ہے۔ اور جب فرد کیسی چیز کو بہتر بنانے یا اُسکے مزید حصول کی خواہش چھوڑ دیتا ہے۔ تو آخرکار وہ گھٹنے لگتی ہے۔ یہاں تک کہ فرد اپنے ساتھیوں سے کہیں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اور وہ اُس خوبی میں اُس سے کہیں آگے نکل جاتے ہیں۔

امام رازی کے نزدیک خود پسندی اور تکبر کو دور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ فرد اپنا موازنہ اُن لوگوں سے نہ کرے۔ جو کہ اُس خوبی میں اُس سے پہلے درجے پر ہیں۔ اور نہ ہی اُنکے ساتھ زیادہ میل جول رکھے۔ اگر وہ اِن دونوں باتوں پر عمل کرے گا۔ تو وہ اِس خوبی پر خودکو UNDERESTIMATE کرنے پر مائل ہوگا۔ جس سے متعلق وہ گمان رکھتا تھا۔

المختصر یہ کہ فرد اُس وقت تک اپنے متلق اچھا گمان نہ کرے جب تک دوسرے لوگ واقعتاً اُسے اُس خوبی میں سب سے اعلیٰ قرار نہ دے دیں۔ اور نہ ہی اُس کی وقت تک اپنے متعلق بُرا گھمان کرے۔ جب تک کہ لوگ اُسے واقعتاً دوسرے لوگوں کی نسبت کمتر ٹھہرائیں۔ اگر وہ اس پر عمل کرنے میں کامیاب ہوجائے تو لوگ اُسے ایسے شخص کے نام سے بلائیں گے جو واقعتاً اپنی قدر و قیمت سے آگاہ ہے۔

OF REPELLING ANGER

غصہ اُس چیز سے بدلہ لینے کا ایک ذریعہ ہے۔ جو کہ نقصان پہنچانے کا سبب بنتی ہے۔ جب یہ رجحان زیادتی پر مائل ہوتا ہے۔ اور اپنی مناسب حدود سے تجاوز کر جاتا ہے تو نتیجے کے طور پر فرد وقتی طور پر عقل سے محروم ہوکر نہایت شدید درعمل کا اظہار کرتا ہے۔ جو کہ نہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرف اُس چیز کو بلکہ بعض اوقات خود اُسے نقصان پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔

رازی کے نزدیک ایسے موقع پر ایک ذہین شخص کو چاہیے کہ وہ ایسے لوگوں کے واقعات کا اکثر و بیشتر اعادہ کرے۔ جنکو غصے کی وجہ سے جلد یا بدیر ناخوشگوار حالات کا سامنا کرنا پڑتا اور خود کو اُس ناشگوار صورتحال میں محسوس کرے جب بھی وہ غصے کا شکار ہو۔

امام رازی انتہائی غصے کی حالت کو جانوروں کے وحشی دین سے تشبیہ دستے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ فرد کو عقل سے بیگانہ کردینے والی ایسی کیفیت خود پر طاری نہیں کرنی چاہیے۔ جو اُسے جانوروں کے مقابل اا کھڑا کرے۔ اور بجائے دوسرے کی ذات کو نقصان پہنچے کے خود اُسکی ذات زخمی ہونے کا اندیشہ ہو۔ اس سیسلے میں وہ فرد کو چار قسم کے میجانات سے مستشنیٰ ہونے کو کہتے ہیں۔

(۱) تکبر　(۲) اُس فرد پر غصہ جسکو وہ سزا دے رہا ہو۔ اور اِن دونوں کے مخالف ہیجانات۔

چونکہ اِن میں سے دو مسیجانات؟؟؟ فرد کو سزا اور انتقام کی انتہائی سطح پر اُبھارتے ہیں۔ جبکہ دو میجانات؟؟؟ انتہا درجے کی نرمی پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ لہٰذا فرد جب ان دونوں میجانات؟؟؟ کی انتہائی سطح سے نیچے اُتر آتا ہے تو وہ اس قابل ہوتا ہے کہ مناسب طریقے سے اپنے غصے کا اظہار کر سکے اور منصفانہ طریقے سے بدلہ لے سکے۔ اور یوں وہ ہر اُس خطرے سے بچ جاتا ہے۔ جو اُسے اِس دنیا یا اگلی دنیا میں درپیش ہونے کا خدشہ ہو۔

OF CASTING AWAY MENDACITY

مبالغہ آرائی یا دروغ گوئی اُن انتہائی کرداری برائیوں کے زمرے میں آتی ہیں۔ جو کہ جذبات کی پیداوار ہیں۔ ایک ذہین شخص اپنے جذبات و رخواہشات کو اُن حالات میں کبھی آزاد نہیں کرنا۔ جس میں اُسے کسی قسم کی پریشانی تکلیف یا دُکھ جیسے نتائج کا سامنا ہو۔ جبکہ دروغ گوئی کا ایک مقصد فرد میں بالادستی کی خواہش ہے۔ چاہے وہ (بالادستی) کسی بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شکل یا کیسے ہی حالات کے تحت ہو۔ وہ دوسروں میں ممتاز نظر آنے کیلئے مختلف قسم کی جھوٹی STATEMENTS اور مبالغہ سے پُر معلومات کا سہارا لیتا ہے۔ اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ ایک وہی شخص ہر چیز سے آگاہ اور نہایت باخبر ہے۔

لیکن CHRONIC اور عادی دروغ گو لوگ عموماً بے نقاب ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ بعض اوقات وہ ستی یا خراب یادداشت کی بناء پر خود کو ہی CONTRADICT کر جاتے ہیں اور یا پھر اُن کا مخاطب اس بات سے آگاہ ہوتا ہے جو حقیقت وہ بیان کرر ہے ہیں۔ دراصل حقیقت اِس کے برعکس ہے۔

ایک دروغ گو شخص کو اپنی زندگی میں یہ صرف پریشانی، شرمندگی اور ذلت ورسوائی کا سامنا ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے ہم عصروں اور دوستوں میں مضحکہ خیز اور ناپسندیدہ نظروں سے بھی دیکھا جاتا ہے۔ اور ایک ایسا شخص خیال کیا جاتا ہے۔ جو کسی صورت بھی قابلِ اعتماد نہیں۔ کیونکہ اگر ایک شخص محض شیخی اور وقتی بالادستی کیلئے جھوٹ بول سکتا ہے۔ تو آئندہ آنے والے لمحوں میں وہ کسی بہتر مفاد کیلئے بھ دروغ گوئی کا سہارا لے سکتا ہے۔

یہاں امام رازی جھوٹ کی مختلف النوع اقسام کو بھی بیان کرتے ہیں۔ ایک وہ جھوٹی اطلاعات جو کسی قسم کی بھلائی کیلئے فراہم کی جاتی ہیں۔ اور حقیقت واضح ہونے پر نہ صرف قابلِ معافی ہوتی ہیں۔

اور دوسری وہ قسم جو کسی کی برائی کرنے یا حقیقت کو مسخ کرنے کیلئے بولی جائے۔ موخرالذکر قسم کے مالک لوگوں کے علاج کے سلسلے میں امام رازی کہتے ہیں کہ اگر فرد بغیر کسی ظاہری ضرورت بھلائی کے جھوٹ بولے تو اُسے دروغ گوئی کے سلسلے میں پیش آنے والی تمام ذلتوں سے آگاہ کیا جائے۔ اور اگر وہ صحیح راستے پر نہ آئے۔ تو نہ صرف اُس کو علی الاعلان دروغ گو شخص کہہ کر بلایا جائے۔ بلکہ اُس سے اجتناب برتا اور ہوشیار رہا جائے۔

OF REPELLING EXCESSIVEAND

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

HURTFUL ANXIETY AND WORRY

امام رازی تشویش اور پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ یہ رجحانات اتنے تکلیف دہ نہیں ہوتے تاوقتیکہ اُن میں زیادتی نہ پائی جائے۔ ایک عقلمند شخص کسی مصیبت کے وقت صورتحال کا مناسب جائزہ لیتا اور بغیر پریشانی یا تشویش کے اُسے حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس سے اُسے نہ صرف مسئلہ حل کرنے میں میں مدد ملتی ہے۔ بلکہ اُس کی صحت بھی متاثر نہیں ہوئی۔ جبکہ اُسے برعکس تشویش کی زیادتی فرد کے جسم میں کمزوری پیدا کرتی اور اُس میں انتہا درجے کی مایوسی پیدا کردیتی ہے۔ جس کے باعث فرد چند ہی دنوں میں بیمار پڑ جاتا ہے۔ اور اپنے مقصد یا مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

امام رازی اس میں فرد کی عادت اور اُس کی طبیعت کے رجحان کی بات بھی کرتے ہیں۔ چونکہ ہر فرد کا تشویشی سطح مختلف ہوتا ہے۔ لہذا ہر فرد اپنے مزاج کے مطابق کم یا زیادہ تشویش زدہ ہوتا۔ اور تشویش برداشت کرنے کا مادہ رکھتا ہے۔ زیادہ حساس لوگ زیادہ تشویشی طبیعت رکھتے ہیں۔ اور جلد بیمار ہوجاتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ نصیحت کرتے ہیں کہ تشویش یا پریشان بالکل نہ ہونا بھی مناسب نہیں کہ یہ فرد کو کافی حد تک تحریک دینے کا باعث بھی بنتی ہے۔ لیکن اِسکی زیادتی کا شکار بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم کسی مقصد کو حاصل کرنے کا عزم رکھتے ہیں تو ہمیں اپنی پریشانیوں اور تشویش کو اعتدال پر رکھنا چاہیے۔ تاکہ ہم اپنے مقصد کو بغیر کسی کمزوری یا زیادتی کے حاصل کرسکیں۔

OF REPELLING GRIEF

امام رازی کے مختلف افکار کو دیکھئے ہوئے یہ کہنا مشکل نہیں کہ انہوں نے چیز میں اعتدال سکی راہ اختیار کرنے پر زور دیا ہے۔ اور اِس طریقے سے فرد میں نارمل رجحانات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ امام رازی غم کی زیادتی کو بھی دوسرے کرداری نقائص جتنی اہمیت دیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک غم کی زیادتی ایک ایسا رویہ ہے۔ جو کسی طور مناسب نہیں۔ جو فرد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اُس کی کوئی انتہائی قیمتی شئے یا انتہائی قریبی شخص جُدا ہوتا ہے۔ تو فرد میں ذہنی کوفت اور غم کا سبب بنتا ہے۔ جو فرد کو ذہنی امراض کی طرف لے جاسکتا ہے۔ اُسکی جسمانی صحت کو تباہ کرسکتا ہے۔ اور اُس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں کو بیکار بنا سکتا ہے۔ اِس سلسلے میں وہ فرد کے ذہن میں یہ تصور پیدا کرنے کیلیئے کہتے ہیں۔ کہ جو چیز اس دنیا میں موجود ہے۔ فانی ہے۔ اور کسی نہ کسی لمحے ہم سے جُدا ہوسکتی ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم اُس چیز یا شخص سے تعلق رکھنے وقت یہ بات ذہن نشین کریں۔ اور کسی مادی یا فانی شئے سے وابستگی لافانی شئے کی نسبت قائم کی جائے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ اگر ورد ماں باپ، بہن، بھائی دوست رشتے دار اور دیگر اشیاء سے تعلق اور محبت خدا کے واسطے سے کرے۔ تو نارمل رہ سکتا ہے۔ کیونکہ پھر وہ یہ جانتا ہے کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ اور وہ جب چاہیے۔ اُنہیں واپس لے سکتا ہے۔ یہ سوچ اِنسان کو نہ صرف احساس محرومی سے بچاتی۔ بلکہ عزیز سے جدائی کے نتیجے میں جو بے یقینی پیدا ہوتی ہے۔ اُسے بھی ختم کرنی ہے۔

OF GREED

امام رازی کی نزدیک لالچ اُن بیماریوں میں سے ایک ہے۔ جو کہ بعد میں فرد کی تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔ لالچ خواہ دولت کا ہو یا کھانے کا۔ دونوں صورتوں میں فرد کو دوسری کئی بیماریوں میں مبتلا کرسکتا ہے۔ لالچ بظاہر ظاہری اشیاء سے متعلق نظر آتا ہے۔ مگر رازی کے نزدیک یہ ایک روحانی بیماری ہے۔ جس کا علاج صرف اور صرف خود کو ایسا کرنے سے روکنا ہے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک لالچ کو ایک ایسے ندیدے پن سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ جو ایک دفعہ پیدا ہوجائے تو پھر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ فرد کو اُس سے چھٹکارا پانا مشکل محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے روکا اور دبایا جائے۔ تو وہ کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور آخرکار ختم ہوجاتا ہے۔

OF DRUNKENNESS

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض لوگ غموں سے نجات کیلئے ایسی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جو انہیں مزید کرداری بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جن میں سے ایک شراب نوشی ہے۔ شراب نوشی جہاں مختلف جسمانی بیماریوں پیدا کرتی اور فرد کو موت کے منہ میں دھکیلتی ہے۔ وہاں وہ فرد کو عقلی طور پر مفلوج کرتی بے حیائی پر آمادہ کرتی اور دوسری بہت سی اہم مادی و روحانی مسائل کو سمجھنے میں نااہلیت کا سبب بنتی ہے۔ یہ نہ صرف جذبات کو اُبھارتی۔ بلکہ بہت سے عقلی امراض کی پیدائش کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ یہ شہوانی خواہشات کو اُبھارتی، مضبوط بناتی اور اُسکی قوتوں کو تیز کرتی ہے۔ جس کے میں رہنے کیلئے قوتِ عقلیہ مناسب تجاویز کرتی ہے۔ لٰہذا امام رازی کے نزدیک اس سلسلے میں قوتِ عقلیہ کو تیز کرنے اور مختلف کرداری کمزوریوں سے بچنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ فرد ہر حالت میں خود کو شراب نوشی جیسی لعنت سے بچاتے۔ یہی اس کا واحد علاج ہے۔

OF ENVY

حسد ایسی روحانی بیماری ہے۔ جو لالچ اور بخل کے ملاپ سے جڑ پکڑتی ہے۔ لیکن یہ اُن سے اس لحاظ سے مختلف ہے۔ کہ بخل میں فرد اپنی ذات یا جائیداد سے متعلق کوئی چیز دوسرے فرد کو دنیا پسند نہیں کرتا۔ جبکہ حاسد شخص کسی بھی شخص کو کوئی بھی ایسی اچھی چیز حاصل کرنے نہیں دیکھ سکتا۔ جو اُس کے پاس نہ ہو۔ حسد درحقیقت انتہائی نقصان دہ روحانی بیماری ہے۔ حسد کو دور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ فرد اپنے رویے کا جائزہ لے۔ وہ محسوس کرے گا۔ کہ اُس کا کردار بعض لسے ہوتے ہے۔ اور وہ ایک ایسے فرد کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ جو کسی فرد کو کسی قسم کا فائدہ ملنے پر ناخوشی کا اظہار کرتا ہے۔ خواہ اُسے اِس سے کوئی نقصان بھی نہ پہنچ رہا ہو۔ اور اِسی رویے کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کی نفرت کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ حسد کو دور کرنے کے سلسلے میں امام رازی ایک اور طریقہ بتاتے ہیں۔ اُنکے نزدیک اگر فرد سب سے بلند رتبہ حاصل کرلے۔ لیکن حسد کی بیماری کا شکار ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اُن لوگوں کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعلق سوچ جو اُس سے حسد کر رہے ہوں گے۔ اور اُس کے DOWN FALL کے متمنی ہوں گے۔ اُس لمحے فرد کی سوچ اپنے لئے جو تاویل پیش کرے گی۔ (کہ اُس نے یہ مقام مسلسل جدو جہد کوشش سے حاصل کیا ہے اور دوسرے افراد کو اِس سلسلے میں حسد کرنے کا حق نہیں کہ اِس سے انہیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔) اُس سے فرد کو اپنے گذشتہ رویے کی کم فہمی کا علم ہوگا۔ اور فرد دوسروں سے حسد کرنا ترک کردے گا۔

OF FEAR OF DEATH

موت کے خوف سے کوئی بھی شخص قطعی طور پر آزاد نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اُس کے ذہن میں یہ خیال جاگزیں نہ ہو کہ اُس جہاں میں اُسے حال سے بہتر زندگی ملے گی۔ کرداری بیماری کے حوالے سے موت سے خوف کی تشریح کچھ یوں ہے کہ یہ فرد میں بزدلی اور کم ہمتی پیدا کرتی ہے۔ اور فرد موت کے خوف سے ایسے رزیل کام کرنے پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔ جو اُسے انسانیت کے درجے سے گرا دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس بیماری کے علاج کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسی کیفیت نہ صرف فرد اور اُسکے خاندان بلکہ اُسکے وطن اور مذہب کو بھی شدید نقصان پہنچانے کا سبب بنتی ہے۔

امام رازی موت سے خوف نہ کھانے کے سلسلے میں ایک سادہ سی دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ موت کا خوف اُس وقت ہونا چاہیے۔ جب ہم کسی اچھی حالت سے تکلیف دہ حالت کی جانب سفر کر رہے ہوں۔ اُنکے نزدیک تکلیف کا احساس حسیات کے کام کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب فرد وفات پا جاتا ہے۔ تو اُسکی تمام حسیات کام کرنا بند کر دیتی ہیں۔ گویا اُس میں کسی قسم کی تکلیف کا اِحساس باقی نہیں رہتا۔ اور یوں وہ پہلے کی نسبت زیادہ فائدہ مند حالت میں پہنچ جاتا ہے۔

امام رازی موت کے خوف سے چھٹکارا پانے اور اس کرداری بیماری سے فرد کو آزاد کرانے کیلئے اعمال صالح پر زور دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ اگر فرد متقی اور پرہیز گاری کی زندگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گذارے اور وہ تمام فرائض انجام دے۔ جو اُسکے ذمہ ہیں۔ تو فرد کو موت سے خوف کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ وہ اُسکے اُن اعمال کی جزا کا اعلان ہوتی ہے اُس نے دنیا میں کیئے ہیں۔

اگر ہم امام رازی کی نشان کردہ اِن تمام برائیوں اور انکے علاج کا بنظر غائر مطالعہ کریں۔ تو یہ واضع ہوجاتا ہے۔ کہ امام رازی نے کہیں بھی کسی چیز کی زیادتی یا کمی پر زور نہیں دیا۔ بلکہ اُنہوں نے باقی مسلم مفکرین کی طرح اعتدال کے رستے کی نشاندہی کی ہے۔ اور کرداری بیماریوں کے زمرے میں اُن باتوں سے منع کیا ہے جو نہ صرف اللہ تعالیٰ کے قہر کو اُبھارتی ہیں۔ بلکہ عقل اور انصاف کے تقاضوں کے مخالف ہیں۔

''ذہنی امراض کا بڑا سبب کسی مادی شے سے وابستگی اور پھر اُس کی فرد سے علیحدگی ہے۔''

یہ نظریہ امام رازی کا ہے جو ایک بہت بڑے مسلمان مفکر تھے۔ اُن کی خدمات طب کے شعبہ کے لیے ناقابلِ فراموش ہیں۔ انہوں نے اپنے پیدائشی رجحان کے مطابق طب پر بہت کام کیا ہے۔ جس کا ثبوت اُن کی مطبوعات ہیں جو طب پر لکھی گئی ہیں۔ دوستوں اور خاص طور پر ایک شہزادے (جس کے متعلق رازی کہتے ہیں کہ اللہ اس عمر دراز کرے) نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ آپ روحانی امراض پر بھی طبع آزمائی کریں۔

رازی نے روحانی امراض کی نشاندہی کرنے کے لیے اور اُن کی وجوہات و اسباب معلوم کرنے کے لیے انسانی شخصیت کے تمام پہلوؤں کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ یہ مطالعہ انسانی خواہشات اور ضروریات کی روشنی میں کیا گیا تھا۔

رازی نے طب روحانی پر ایک کتاب لکھی جس کا ترجمہ آربری نے Spiritual physike of Rhazes کے عنوان سے کیا۔ یہ کتاب بیس ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب ایک خاص پہلو کی نمائندگی تفصیل پیش کرتا ہے۔ کتاب کے آغاز میں عقل کی تعریف و اہمیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اُن کے نزدیک عقل ایک قوت ہے جو انسان کو انسان بناتی ہے۔ عقل انسانوں اور جانوروں میں حدِ فاصل ہے۔ انسان کا اشرف المخلوقات ہونا عقل کا مرہونِ منت ہے۔ دنیاوی امور کا انحصار بھی عقل پر ہے۔ عقل انسان کو خدا کے قریب کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ رازی کہتے ہیں کہ یہ انسان کا فرض ہے کہ وہ عقل و دانش کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے دے اور اس کی اہمیت کو برقرار رکھے۔

جذبات عقل سے عاری ہوتے ہیں۔ اِن کو عقل پر حاوی نہ ہونے دے۔ لیکن یہ چیز بھی پیشِ نظر رہے کہ جذبات بھی مکمل طور پر عقل کے حوالے نہ کیے جائیں۔ اُن کے درمیان ہم آہنگی و اعتدال ہی صحت مندانہ فعل ہے۔ شعور کو اجاگر کرنے کے لیے ان دونوں میں مطابقت بہت ضروری ہے۔ شعور کا بیدار ہونا۔ مقاصد پا لینے کے برابر ہے۔ یہاں تک کہ انسان خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔

رازی کا نظریہ شخصیت

انسانی شخصیت جسم اور روح کا مرکب ہے۔ اِن دو عناصر میں یکجہتی اور ہم آہنگی و یک رنگی انسانی شخصیت میں توازن پیدا کرتی ہے۔ اگر روح جسم پر حاوی ہو جائے یا جسم روح پر حاوی ہو جائے، ہر دو صورتوں میں ذہنی انتشار پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اِن دونوں کے درمیان اعتدال و مطابقت ہی نارمل شخصیت کی ضمانت ہے۔

روح کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ ربّانی روح

ب۔ حیوانی روح

ربّانی روح کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی غلام ہے۔ اس کے برعکس حیوانی روح کا تعلق جسمانی خصائص سے ہے جو انسانی خواہشات کی غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان ہم آہنگی و یک جہتی متوازن شخصیت کو جنم دیتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بچہ فطرتِ سلیم پر پیدا ہوتا ہے۔ اس میں نیکی و بدی اچھائی و برائی کا ہونا لازم ملزوم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُس میں یہ خوبی بھی رکھی گئی ہے کہ وہ اپنے لیے اچھائی یا برائی کے راستے منتخب کرسکتا ہے اور برے راستوں سے اجتناب کر سکے (نیکی آسانیاں پیدا کرتی ہے اور بدی مشکلات۔)

نفس

نفس انسان کے اندر پائی جانے والی ایک قوت ہے۔ نفس خواہشات کا غلام ہوتا ہے اور اُن کی تکمیل چاہتا ہے۔ نفس کی بھی تین حالتیں ہیں:

۱۔ نفسِ مطمئنہ

۲۔ نفسِ لوامہ

۳۔ نفسِ امارہ

۱۔ نفسِ مطمئنہ: یہ اعتدال کا درجہ ہے۔ اِس حالت میں فرد کے روح وجسم میں توازن قائم رہتا ہے۔ منفی اور مثبت قوتوں میں الجھاؤ پیدا نہیں ہوتا۔ فرد کو جسمانی، روحانی اور جسمانی و ذہنی سطح پر سکون واطمینان رہتا ہے۔ یہ حالت انسان کو نارمل رکھتی ہے۔

۲۔ نفسِ لوامہ: دوسرے درجہ پر نفس کی حالت کو لوامہ کہا جاتا ہے اس حالت میں فرد کی ذہنی کیفیت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے کبھی جھکاؤ کی کی طرف ہوجاتا ہے۔ یہ کیفیت بھی ذہنی صحت میں شمار ہوتی ہے۔ لیکن غیر معقول شخصیت کی نشاندی کرتی ہے۔

۳۔ نفسِ امارہ: یہ نفس کی شدید منفی حالت ہے یہاں پر انسان شلیطان کے ہاتھوں بک جاتا ہے اور خدا سے بہت دور ہوجاتا ہے نیکی و بدی میں تمیز نہیں رہتی۔ اپنے غیر کی پہچان بھول جاتا ہے۔ یہ حالت انسان کو تباہی کے قریب لے جاتی ہے، اس حالت میں انسان خواہشات اور جذبات کا غلام ہوجاتا ہے، فرد حسد لالچ اور تکبر کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اندر تخریبی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ فرد حقیقت سے نسبتاً دور ہو جاتا ہے یہ حالت انسان کو شدید ذہنی مریض بنا دیتی ہے شروع شروع میں اگر اس پر قابو پالیا جائے تو سنگین نتائج سے بچا جا سکتا ہے۔

مفکرین کی رائے ہے کہ فرد کی صحیح نشو و نما درکار ہے یا پھر نفس امارہ کو کنٹرول کرنا ہو تو منفی قوتوں کا وقتاً وقتاً مناسب اخراج ہوتا رہنا چاہیے رازی کے نزدیک تین اقسام کی ارواح خصوصیات کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں۔ نفس مطمئنہ نفسِ لوامہ اور نفسِ امارہ جیسی۔ یہ ارواح ربانی۔ انسانی اور حیوانی ہیں۔

روحانی طب کا مقصد

رازی کے نزدیک روحانی طب کا اولین مقصد روح کے کردار کو بہتر بنانا ہے اور اس عمل میں عقل و جذبات دونوں کو ساتھ ساتھ رکھنا چاہیے۔ جذبات حیوانات میں بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں بھی فرق صرف یہ ہے کہ انسان جذبات کو تہذیب سکھا کر ذہنی صحت برقرار رکھ سکتا ہے اور انتشار سے بچ سکتا ہے، یہی حال خواہشات کا ہے، جو انسانوں اور حیوانوں دونوں میں پائی جاتی ہیں، یہاں بھی فرق صرف یہی ہے کہ انسان کو خدا نے یہ خوبی عطا کی ہے کہ وہ جائز و ناجائز خواہشات میں تمیز کر سکے، اور جائز خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کر سکے اور کرنی چاہیے۔ لیکن اس عمل میں بھی وقت اور حالات کو مدنظر رکھے جب کہ حیوانات عقل کا فقدان ہونے کے باعث خواہشات کے غلام ہیں۔

رازی نے انفرادی اختلافات پہ بھی زور دیا ہے ہر انسان خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہے لیکن بعض افراد کا رجحان نیکی اور بھلائی کے کاموں کی طرف زیادہ ہوتا ہے اور بعض کا کم۔

جذبات جبلی ہوتے ہیں لیکن انسان کے اندر یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ مشق اور مہارت سے اِن پر قابو پالے۔ ایک ایسا شخص جو خواہشات کو اندھادھند پورا کرتا ہے تو وہ اِن کا غلام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن جاتا ہے اور پھر یہی عمل اس کی عادت بن جاتی ہے۔ حتیٰ کہ عادت کو بدلنا مشکل ہوجاتا ہے ہرانسان امید پر اسی زندہ وقائم ہے۔ لیکن جب امیدیں اور خواہشات دم توڑنے لگیں تو معاملہ بگڑ جاتا ہے۔

انسان کی ہر وقت امیدیں اور خواہشات پوری نہیں ہوسکتیں۔ اس حال میں انسان کو پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ صبر واستقامت سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ صبر کبھی رائیگاں نہیں جاتا ہے اور محنت کا پھل ضرور ملتا ہے بعض لوگ دوسروں میں زیادہ خوبیاں دیکھتے ہیں اور ان خوبیوں کے معیار پر اپنے آپ کو بھی پرکھنا چاہتے ہیں جب ایسا نہ کر پائیں تو مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں اس کے برعکس اگر وہ انفرادی اختلافات کو مدنظر رکھیں تو کبھی مایوسی نہ ہو پائیں گے۔

جبلت و جذبات اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ خوشی اور فائدہ فوری اور وقتی طور پر حاصل ہوجائے اور مستقبل کی پروانہیں کرتے اس کی وجہ بصیرت کی کمی ہوتی ہے۔

رازی کے نزدیک تشویش کی حالت میں بھی انفرادی اختلافات کو دخل ہے بعض لوگ معمولی سی بات پر گھبراجاتے ہیں اور دل چھوڑ دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تشویش اُن کی عقل کو معطل کردیتی ہے انسان کی سوچ سمجھ مفلوج ہوجات ہے وہ بلک بے یارو مددگار ہوجاتا ہے اس کی تمام صلاحیتیں دب جاتی ہیں- اور وہ ہر کام کرنے کا نااہل ہوجاتا ہے کامیابی کی بجائے ناکامیاں اُس کا پیچھا کرتی ہیں اس کے برعکس بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو تمام حالات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہیں اور سنگین حالات میں بھی حوصلہ نہیں چھوڑتے یہی وہ لوگ ہیں جو قسمت کے دھنی کہلاتے ہیں اور زندگی میں کامیاب رہتے ہیں۔

نظریہ روحانی امراض اور اُن کا علاج

رازی کے نزدیک فطرت انسان اچھائیوں اور برائیوں سے مل کر بنی ہے لیکن ان کے درمیان میانہ روی اور اعتدال ہی نارمل حالت ہے اگر کسی وقت ان دونوں کے درمیان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

توازن برقرار نہ رہے اور جھکاؤ ایک طرف زیادہ ہو جائے تو یہ بات نقصان کا باعث بنتی ہے اور یہ ذہنی صحت کو تباہ کر سکتی ہے محبت یا نفرت یا غصے اور پیار میں بھی ذہنی توازن کو برقرار رہنا چاہیے، ہوش اور جوش میں خدا کی یاد رہنی چاہیے یہاں خدا تعالیٰ کی ذات کی یاد نارملیٹی کا معیار ہے۔

رازی نے روحانی امراض کی نشاندہی کرنے کے لئے اور ان کی وجوہات و اسباب دریافت کرنے کے لئے انسانی شخصیت کا بغور مطالعہ کیا ہے انہوں نے روحانی امراض کا مطالعہ انسانی خواہشات اور ضروریات کی روشنی میں کیا۔ اور اس نتیجے پر پہنچے کہ ذہنی بیماریوں کا بڑا سبب کیس مادی شے سے جذباتی وابستگی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ افراد فانی اشیا سے محبت استوار کر لیتے ہیں اس محبت میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور ضرورت سے چاہنے لگتے ہیں۔ پھر وہ چیز جب اس کی ذات سے جدا ہو جاتی ہے تو وہ اپنی ذات میں خلا محسوس کرنے لگتے ہیں۔ یہ کمی اُن کے اندر بے یقینی پیدا کرتے ہا اور نتیجے کے طور پر وہ ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں اگر یہ انتشار زیادہ دیر قائم رہے تو ذہنی امراض لاحق ہو جاتی ہیں۔ خدا کے وجود سے انکار ہی ہو جاتے ہیں اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں دوسروں کیلئے سر درد ہو جاتے ہیں۔ اس طرح خود اپنے لئے اور دوسروں کے لیے اور معاشرے کے لئے سزا ہو جاتے ہیں۔

شروع ہی سے اِس قسم کی تربیت دیں کہ افراد کے دلوں میں خدا سے لگاؤ ہو۔ رازی کہتے ہیں کہ اگر ہم خطہ جو لا فانی ہے اسے رشتہ رکھیں اور فانی اشیا سے بھی تعلق اسی نسبت سے قائم کیا جائے تو انسان نارمل رہ سکتا ہے ماں باپ بہن بھائی اور دوسری مادی اشیاء تمام اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں وہ جب چاہے ان کو ہم سے واپس لے سکتا ہے یہ سوچ انسان کو احساس محرومیت سے بچا لیتی ہے۔ اور ذہنی صحت ٹھیک رہتی ہے۔

رازی کے نظریات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دیگر مسلمان مفکرین کی طرح امام رازی نے بھی خدا سے نفسیاتی اور جذباتی وابستگی کو ذہنی صحت ک علامت قرار دیا ہے اور خدا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے دوری کو ذہنی بیماری قرار دیا ہے کیوں کہ اُن کا نظریہ یہ ہے کہ فانی اشیاء سے محبت کی بجائے لافانی اشیا سے محبت کی جائے جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ اور امانت مالک کو وقت مقررہ پر لوٹا دہی جاتی ہے امام رازی کے نزدیک انسان کو جس چیز کا شدید خوف لاحق ہے۔ وہ قوت ہے۔ کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد اُسے اذیتوں اور مشکلات سے سامنا ہوگا۔ جب کہ وہ اس خوف سے نجات حاصل کرسکتا ہے اگر وہ اپنے ذہن میں یہ سوچ پیدا کرے کہ مرنے کے بعد روح وجیم ختم ہوجائیں گے اور دوبار جو زندگی ملے گی وہ اس زندگی سے کہیں زیادہ خوشگوار ہوگی جو اس نے دنیا میں گذاری ہے۔

رازی نے انسانی سوچ کو بہت ترجیح دی ہے اُن کے بقول مثبت سوچ صحیح افعال کو جنم دیتی ہے۔ منفی سوچ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیوں کہ مثبت سوچ ہی ذہنی صحت کی علامت ہے۔

© rasailojaraid.com